www.urduchannel.in

فردِ خیال

وقار صدیقی

FARAD-E-KHAYAL

Collection of Ghazals, Nazams & Haikus

VAQAR SIDDIQUI

جو پڑھ سکو تو پڑھو اک کھلی کتاب ہوں میں
جو دیکھنا ہے تو دیکھو قریب آ کے مجھے

naikitab
Publishers
Printers, Publishers & Distributors
D-24, Abul Fazal Enclave Part -I, Jamia Nagar, New Delhi-25

www.urduchannel.in

فردِ خیال

وقار صدیقی

www.urduchannel.in

© وقار صدیقی 2009

ناشر : نئی کتاب پبلشرز
D-24، ابوالفضل انکلیو پارٹ۔I
جامعہ نگر، نئی دہلی-10025
فون نمبرز: 65416661, 9313883054

مصنف: وقار صدیقی
پتہ: 103، گارڈن ہومز۔فیز III
الکاپوری۔گوالیار۔474006
(مدھیہ پردیش)
فون نمبر: 0751-2434253

باراول: جنوری 2009 تعداد: 300

قیمت: مجلّد -/100 روپے، غیر مجلّد -/80 روپے

کمپوزنگ اینڈ پیج میکنگ: المصور کمیونی کیشنز، جوگابائی، نئی دہلی۔25
فون نمبر: 26987935

انتساب

اپنے والد مستجاب احمد صدیقی
کے نام جنہوں نے
ہمیشہ محنت کشوں کے حقوق کے لئے
تحریکوں سے
میری وابستگی کی حمایت کی

www.urduchannel.in

پتّھر کے زمانے سے ایٹم کے زمانے تک
پڑھتے ہی چلے جاؤ انساں کی کہانی ہے

یہ کتاب مدھیہ پردیش اردو اکادیمی کے
جزوی مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے

ترتیب

پیش لفظ نصرت مہدی 9
اس کتاب کے بارے میں 10
(۱) ڈاکٹر محمد حسن 11
(۲) ڈاکٹر کمال احمد صدیقی 14
(۳) ڈاکٹر قمر رئیس 17
(۴) پروفیسر اویس احمد دوراں 23
عرض مصنف وقار صدیقی 25
غزلیں:- 28
بہت نیچی لگیں اونچائیاں بھی 29
زمیں میں بیج جو بوئے گئے ہیں نفرت کے 30
زندگی کی کتاب کو پڑھئے 31
اہل زر کے عتاب ہیں کیا کیا 32
جو شخص اپنے آپ کو پہچانتا نہیں 33
جسے دیکھو درندہ سا لگے ہے 34
باہر سے جو اچھا ہو، وہ اندر بھی ہو اچھا 35
سزا کیوں ایسے گناہوں کی مل رہی ہے مجھے 36

www.urduchannel.in

تاریخ نویسی کے یہ طرز پرانی ہے 37

چمن میں گل ہیں کتنے خار کتنے 38

ڈراڈرا سا ہر اک شخص لگ رہا ہے ابھی 39

کیوں نہ اب دیکھ لیں ہم بے سروساماں ہوکر 40

کوئی نظر ہو عقیدہ بہت ضروری ہے 41

پکارا اہلِ غم کو چاند تاروں کی جبیں ہم نے 42

زندہ حقیقتوں کو چھپایا نہ جائے گا 43

بشر کی پستیوں کو آسماں ہم کہہ نہیں سکتے 44

دیار ہے یہ سلاطیں کا، نہ امیروں کا 45

اک صبح نو بہار کے امکاں ہوئے تو ہیں 46

اس نئے دور کا جو شخص پیمبر نکلا 47

بہت حقیر ہیں ہم، یہ گماں بدل ڈالو 48

دیکھا قریب سے تو لگا اک سراب ہے 49

حاصل کوئی خوشی، نہ متاعِ قرار ہے 50

ہے یہ فسادوں کا انجام 51

وہ چاہتے ہیں کہ رستے میں شام ہو جائے 52

اپنی پستی پر ہیں کچھ کانٹے جو جھنجھلائے ہوئے 53

چاروں طرف جہنمی منظر دکھائی دے 54

بہارِ گل بھی فردوس معافی لے کے آئی ہے 55

جو پڑھ سکو تو پڑھو اک کھلی کتاب ہوں میں 56

سازشوں کا شکار ہونے لگے 57

وقف ہیں اُن کے لئے عیش کے انبار ابتک 58

کسی صدا، کسی جرات، کسی نظر کے لئے 59

ایسی صورت تو کوئی دکھلائی دے 60

نظمیں:- 61

ہم دیوانے 62

یادوں کی بارش 63

شہکار 64

امن سارے زمانے کی آواز ہے 65

تاشقند کے پھول 67

مشورہ 68

بنگلہ دیش کے عوام 71

اُگتا سورج 73

جنگ جاری ہے 74

اتحاد کی طاقت 76

www.urduchannel.in

نثری نظمیں:۔...77
اسلیئے...78
مگر...79
اوتار...80
وہ کچھ نہیں جانتے...81
سکوت کا طلسم...82
سورج کہاں ہے...84
نقابیں نوچ لو...85
احساس کی چوٹ...86
ہائیکو:...87-96

پیش لفظ

اردو ہندوستان کی زبانوں میں اپنے لب ولہجہ کی تونگری اور شیرینی کے باعث ہر دل عزیز اور مقبول عام ہے اس زبان کی اپنی ایک تہذیب اور اپنی ایک عظیم الشان روایت ہے۔

ہندوستان کی دیگر زبانوں کی طرح مرکزی اور ریاستی حکومتیں اردو کی ترقی و ترویج کی لئے بھی کوشاں ہیں اور اپنے اپنے دائرہ کار اور وسائل کے مطابق عمل کر رہی ہیں۔ اس زبان کی ہمہ گیر ترقی کے لئے اردو اکادمیاں قائم کی گئی ہیں۔ مدھیہ پردیش بھی ان ریاستوں میں شامل ہے جہاں باقاعدہ اردو اکادیمی برسر عمل ہے۔

اردو زبان وادب کی ہمہ جہتی وترقی کے علاوہ مدھیہ پردیش اردو اکادمی کے مقاصد میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس صوبے کے ادیبوں، شاعروں ناقدوں اور دیگر مصنفوں کی دو طرح معاونت کرتی ہے اوّل یہ کہ وہ ادیب جو اپنی تصانیف کی خود اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں اکادیمی معقول مالی تعاون دیتی ہے، دوسرے یہ کہ اکادمی کتابوں کی اشاعت کا خود بھی منصوبہ رکھتی ہے ان دونوں امور کا فیصلہ ماہرین پر مشتمل کمیٹی کی رائے کے مطابق کیا جاتا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ماہرین کی کمیٹی نے زیرِ نظر کتاب کی اشاعت کے لئے مالی تعاون فراہم کرنا منظور کیا ہے ہمیں امید ہے کہ شاعر/ادیب کی اس کاوش کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔

نصرت مہدی
سکریٹری
مدھیہ پردیش اردو کادیمی، بھوپال

www.urduchannel.in

اس کتاب کے بارے میں

ڈاکٹر محمد حسن

ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

ڈاکٹر قمر رئیس

پروفیسر اویس احمد دوراں

ڈاکٹر محمد حسن

بہت زیادہ دنوں کی بات نہیں جب ہم سب کو وقار صدیقی کی طرح مقدس خواب دیکھنے کی عادت تھی اکثر کے دل میں یہ تمنا تھی کہ اپنے وطن میں سبھی خوشحال ہوں تعصب اور تنگ نظری، غربت اور تنگ دامانی کی طرح دور ہو جائیں۔ فرقہ وارنہ فساد، نفرتیں اور خانہ جنگی کے سبھی اسباب ہمارے معاشرے سے نابود ہو جائیں۔ یہ مجموعہ وقار صدیقی جیسے سینکڑوں ہزاروں نوجوانوں کے خوابوں کا عکاس ہے کہ یہی خواب ایک زمانے میں ہم سب کی زندگی بنے ہوئے تھے۔

وقار کو اس زمانے میں خیال آیا کہ اس طرز کی شاعری کو یادگار زمانہ کی طرح سہی محفوظ کر لیا جائے خیال نیک ہے اور جذبہ قابل قدر کہ خیال اور جذبہ ہی سے شاعری جنم لیتی ہے۔ مزید خوشی اور اطمینان کی بات یہ ہے کہ یہ خواہش محض خواب یا ارمان نہیں بلکہ عملی زندگی میں بھی اس کی جھلکیاں وقار صدیقی نے دیکھی بھی ہیں اور دکھائی بھی ہیں قید خانے کی کوٹھڑیوں کی تنہائی۔ ہڑتالی مزدوروں کے ساتھ جلسے اور جلوسوں میں شراکت۔ نکبت اور ناداری کے دن۔ یہ سب ادراس کے علاوہ روزگار کی سختیاں اور ناانصافیاں۔ ان سب کی گواہی ان کے اشعار میں محفوظ ہے ایک زمانہ تھا کہ ہماری شاعری انہی مضوعات پر فخر کرتی تھی کہ یہی زندگی تھی۔

وقار صدیقی کی شاعری میں جو بات بنیادی ہے وہ احتجاج کی آواز ہے جو ہر چیز اور ہر قسم کی زور زبردستی سے بلند ہو کر سنائی دیتی ہے کبھی کبھی دل میں اتر بھی جاتی ہے وہ مثل مشہور ہے کہ ہر چہ از دل خیزد بہ دل ریزد یعنی جو دل سے نکلتی ہے وہ دل میں جگہ پا لیتی ہے۔ وقار صدیقی ایک ایسے دور کے شاعر ہیں جس نے زندگی کے شب

www.urduchannel.in

روز بد لنے کا ارمان کیا تھا اور اس ارمان کو پورا کرنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا یہ اور بات ہے کہ کامیابی نہ ملی مگر اس مبارک کوشش سے کسی قسم کا گریزان سے شاید ہی سرزد ہوا ہے۔ اس کی گواہی ان کی شاعری کے موضوعات اور ان کے نغمے کی کھنک بن کر سنائی دیتی ہے۔

اس طرز کی شاعری کی کمزوری عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ اس میں نعرہ بازی کا عنصر غالب آجاتا ہے اور شاعری کا نجی لہجہ مجروح ہو جاتا ہے۔ یہ عیوب ان کی شاعری میں بہت کم ہیں انھوں نے جب بھی سماجی تبدیلی کی خواہش کی ہے تو اسے نجی لہجہ بھی بخشا ہے محض فیشن یا فارمولے کے طور پر نظم نہیں کیا ہے۔ اس لحاظ سے اس طرز کی شاعری میں بھی خواہ غزل میں ہو نظم میں۔ وہ اپنا انفرادی آہنگ برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

زمانے نے سماجی تبدیلی کی خواہش کا ورق ہی پلٹ دیا اب مفاہمت کا غلغلہ بلند ہوا ہے اور زمانہ قدر ناشناسی اور مصلحت بینی کا آگیا ہے لیکن اس دور میں بھی اس طرز کی کجکلاہی اور حوصلے کی شاعری کی ضرورت ہے جو اپنے سے اور اپنے زمانے سے انصاف کر سکے اور پست قدوں کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی ذلت سے ہمارے سروں کو محفوظ رکھ سکے۔

مجھے یقین ہے کہ اس اعتماد کے ساتھ اس مجموعے کا مطالعہ کیا جائے گا تو اسے ارباب نظر میں وقار حاصل ہوگا۔ یہ سچائی آج بھی یاد رکھنے کی ہے۔

مندرجہ ذیل اشعار میں یہ کیفیت اور زیادہ نمایاں طور پر سامنے آتی ہے۔

خاموش ہی رہتا ہے وہ اکثر سرِ محفل
کیوں رہتا ہے خاموش کسی نے نہیں پوچھا

یہ شعر شاید خود شاعر کی شخصیت کی تصویر ہے اس شعر کا دوسرا پہلو کسی اور جگہ نظم ہوا ہے۔

فقط اک سادہ لوحی تو نہ تھی کچھ امتحاں بھی تھا
کہا جو کچھ بھی تم نے کر لیا اکثر یقیں ہم نے

شاید اس کا اظہار بلکہ اعتراف اس شعر میں موجود ہے۔

جو پڑھ سکو تو پڑھو اک کھلی کتاب ہوں میں
جو دیکھنا ہے تو دیکھو قریب آ کے مجھے

اور اسی شوقِ دیدار کے یہ پہلو بھی ہیں۔

کبھی ہنگامے بھی اچھے لگے ہیں
کبھی اچھی لگیں تنہائیاں بھی

کوئی سورج نکلتا کیوں نہیں سے
سحر لیتی نہیں انگڑائیاں بھی

آیئے ہم بھی اس نکلنے والے سورج اور انگڑائیاں لینے والی سحر کے انتظار میں وقار کے ساتھ شریک ہو جائیں کہ یہ بھی ایک مبارک اقدام ہے انتظار سحر بھی مقدس فریضہ ہے۔

محسن

www.urduchannel.in

ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

وقار احمد صدیقی، شاعر کی حیثیت سے کسی لمبے چوڑے تعارف کے محتاج نہیں، کیونکہ بیسویں صدی کے وسط میں انھوں نے شاعری کے کارزار میں قدم رکھا۔ کارزار میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ زندگی کو کوچہ سمجھ کر وہ اس سے نہیں گزرے۔ زندگی کو انھوں نے کارزار سمجھا (جو وہ ہے) اور شاعری کو انھوں نے اپنے لئے دلبستگی کا ذریعہ سمجھا اور نہ بھٹیوں کی طرح دوسروں کی دل بستگی کا ذریعہ بنایا۔ ان کی شاعری ان کی زندگی سے، اور سماج میں ان جیسے کروڑوں انسانوں کی زندگی سے جڑی رہی، جو سماج میں دکھائی دینے والے اور نہ دکھائی دینے والے جبر کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں۔

وقار ایک ایسے خانوادے کے چشم و چراغ ہیں، جس میں مولانا اشرف علی تھانوی جیسے برگزیدہ عالم دین اور مذہبی پیشوا ہیں، جنھوں نے حق وصداقت اور اخلاقی قدروں اور بنیادی انسانی قدروں کی ترویج اور اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ وقار کی والدہ کا نسبی سلسلہ مولانا اشرف علی تھانوی سے ملتا ہے۔ ددھیال میں شوکت تھانوی جیسے برجستہ مزاح نگار تھے، جو پطرس بخاری رشید احمد صدیقی اور ملا رموزی کی طرح نابغۂ روزگار تھے۔ شوکت تھانوی سے، دور کے بہت سے واسطوں سے میری بھی ننھیالی قرابت داری تھی اور والد مرحوم سے ان کے مراسم تھے۔ نسیم انہونوی کے سرپنچ سے بھی وابستہ تھے، اور نسیم بکڈپو سے ان کے بہت سے ناول چھپے تھے، جن میں صرف ایک کا نام (سوتیا چاہ) ابھی تک ذہن سے محو نہیں ہوا ہے۔

ایک اخبار کے ایڈیٹر بھی تھے (نام یاد نہیں رہا کوئی اڑسٹھ ۶۸ برس کی بات ہے) آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے وابستہ تھے، اور بچوں کے لئے ایک مقبول فیچر لکھتے تھے،

(بدھو کا کردار خود ادا کرتے تھے) قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ صحافتی ادب/ادبی صحافت میں اُن کو جو مقام ملنا چاہئے، نہیں ملا، اگرچہ تقسیم کے بعد لاہور ریڈیو سے ان کا سیریل منشی جی پاکستان اور ہندوستان میں شوق سے سنا جاتا تھا۔ شوکت تھانوی شاعر بھی تھے اور عبدالباری آسی کے شاگرد تھے۔ وقار کو شاعری شاید انھیں سے ورثے میں ملی۔ لیکن شوکت تھانوی اور وقار صدیقی کے ادبی رویوں میں ایک بنیادی فرق ہے۔ شوکت تھانوی جاگیرداری کی تہذیبی قدروں کے پاسدار تھے۔ اختر رائے پوری (ادب اور انقلاب) نے جن ادبی قدروں کو اجاگر کیا تھا، اور منشی پریم چند، ڈاکٹر علیم، سجاد ظہیر، احمد علی اور ڈاکٹر رشید جہاں وغیرہ نے ترقی پسندی کی جو تحریک چلائی اس کا اثر شوکت تھانوی نے قبول نہیں کیا۔ وقار اس تحریک کے رنگ میں پوری طرح رنگے ہوئے ہیں۔ وہ عوامی تحریکوں کے شاہد ہی نہیں، ان میں شریک بھی رہے ہیں۔ اور انھوں نے زندگی کے کرب جھیلے بھی ہیں۔ اُن کی نظموں میں دوسروں کی جو داستان ہے، وہ ذاتی طور پر خود ان کی اپنی سرگزشت ہے۔

ابتدائی اشتمالیت سے عالمی پیمانے پر اجارہ داری کے اس دور تک سماجی ڈھانچہ بدلتا رہا ہے۔ ہر زمانے میں محنت کشوں نے ایسے انقلاب کے خواب دیکھے ہیں، جو انسانی محنت کے، نجی منافع کے لئے استحصال کا طریقہ ختم کردے۔ ہر عہد میں ایماندار دانشوروں نے شاعروں نے ایسے انقلاب کے خواب دیکھے ہیں جو انسانی محنت کے، نجی منافع کے کے لئے استحصال کا طریقہ ختم کردے۔ ہر عہد میں ایماندار دانشوروں نے، انقلاب کے خواب بھی دیکھے ہیں، اور انقلاب کے لئے فضا ساز گار بنانے کے لئے اپنے فن کو آلہ بنایا ہے، عوام میں شعور بیدار کرنے کے لئے گیت گائے ہیں۔ اس صارفی دور میں، ایسے باشعور شاعروں کی کمی بہت شاق گزرتی ہے۔ اب

www.urduchannel.in

انقلاب کا لفظ جیسے شاعروں کی یادداشت سے محو ہوتا جا رہا ہے۔ وقارؔ صدیقی انقلابی شاعری کے ہراول دستے میں ہیں، اور یہ ان کی سب سے اچھی پہچان ہے۔ جس زمانے میں دور سے تماشا دیکھنے والے شاعر اپنی تنہائی کا ماتم کر رہے تھے، اور اس ماتم میں کوئی شریک نہیں تھا، اور فرسٹریشن، پریشان خیالی ان کا اور ان کی شاعری کا مقدر بن گیا تھا، وقار نے سماجی معنویت سے بھرپور نظمیں لکھیں۔ غزلوں اور نظموں سے مثالیں پیش کرنے سے گریز اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ سلسلہ شروع تو ہوگا، لیکن منطقی طور پر اسے اختتام پر لانا دشوار ہوگا۔

البتہ دو باتیں عرض کرنا ہیں۔ وقارؔ بے تکلف شاعر ہیں، اور فن ایک بہت مشکل تکلف چاہتا ہے، ایسا تکلف جس پر تصنع کی پرچھائیں بھی نظر نہ آئے۔ آتشؔ نے ذرا زیادہ ہی کہا تھا (شاعری بھی کام ہے آتشؔ مرصع ساز کا)۔ وقارؔ سے میں یہ تو نہیں چاہوں گا کہ وہ الفاظ کو نگینوں کی طرح جڑیں۔ میں وقارؔ کی طرح اس بات کا قائل ہوں کہ ہر لفظ ایک بیش قیمت پتھر ہے، اور اس کا محتاج نہیں کہ اس کو تراشا جائے، کیونکہ وہ ترشا ہو نگینہ ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے صحیح مقام پر ہو تو اس میں اور دوسرے لفظوں میں جلا خود بخود آجاتی ہے۔

دوسری بات یہ عرض کرنا ہے کہ نثری نظم کو میں نظم کے لئے خام مال سمجھتا ہوں۔ اقبالؔ کے لفظوں میں ''اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی''

اگر میری ان دونوں گزارشوں کو وہ نظر انداز کر دیں تو بھی میں ان کی غزلوں، اور نظموں اور ان کے جذبے کی صداقت کا قائل ہوں۔

کامل صدیقی

ڈاکٹر قمر رئیس

وقار صدیقی کا مولد گوالیار جیسا تاریخی اور مردم خیز شہر ہے۔ جس کی خاک سے تان سین خان آرزو، آبرو اور ندا فاضلی جیسے قد آور مغنّی، عالم اور فنکار اٹھے ہیں لیکن جو جاگیرداری نظام کے وحشیانہ مظالم، فرقہ پرستی اور بدترین تشدّد اور فسادات کی آماجگاہ بھی رہا ہے۔

وقار صدیقی کا تعلق ایک علم دوست متوسط گھرانے سے ہے۔ انھوں نے خود بھی پیشے کے اعتبار سے ایک مدرس اور اسکول کے پرنسپل کی خدمات انجام دیں لیکن جوانی میں ہی اپنے ذہن اور شعور کی بیداری کے نتیجہ میں وہ نوجوانوں کی ان تحریکوں سے جڑ گئے جو پُر فریب سیاسی آزادی سے بے اطمینانی کا اظہار کر رہی تھیں۔ یہ نوجوان سر اٹھاتی ہوئی فرقہ واریت سے بیزار تھے۔ یہ محنت کش انسانوں اور طلبا پر ہونے والے جبر و ظلم کے خلاف احتجاج کرنے پر مجبور تھے اور اپنے ضمیر کی آزادی اور سرفروشانہ جدجہد کے لئے ہر طرح کے ایثار کے لئے بھی آمادہ تھے۔ وقار صدیقی نے اپنے گردوپیش کے حالات اور سماجی تضادات کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے۔

''ان تمام حادثات اور واقعات نے مجھے جھنجھوڑ کر اپنے لئے ایک نئی راہ متعین کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مارکسی نظریات کو اپنانے اور عوامی جدوجہد میں شمولیت اختیار کرنے میں ہی انسان کی نجات مضمر ہے''

اس کے بعد احتجاج اور مزاحمت کی متعدد تحریکوں میں عملاً شامل ہو کر انھوں نے کئی بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن اسی دور میں اپنے اظہار کے لئے

www.urduchannel.in

انھوں نے شعر گوئی کو وسیلہ بنایا۔ جیل کی فراغت اور جیل سے باہر کی کشاکش میں وہ گاہے گاہے غزلیں اور نظمیں لکھتے رہے جو بعض ترقی پسند ادبی پرچوں میں شائع ہوتی رہیں۔ ظاہر ہے کہ جدوجہد کے اس دور میں وقار صدیقی نے ترقی پسند شعرا کا کلام بھی شوق سے پڑھا ہوگا۔ جس کے اثرات انکے کلام میں ملتے ہیں۔

اس طرح وقار صاحب ترقی پسند شعرا کی اس صف سے تعلق رکھتے ہیں جس کے لئے زندگی مجاہدہ بھی تھی اور مشاعرہ بھی۔ دونوں کا رشتہ عوام کی زندگی، انکے مسائل اور انکے احساس جمال سے تھا۔

وقار صاحب نے جو پہلا شعر کہا تھا وہ بھی اس کشمکش کی نشان دہی کرتا ہے۔

کارواں کیسے منزل پہ آئے
رہنما راہ جب بھول جائے

انکی غزلوں میں جگہ جگہ ایسے اشعار ملتے ہیں جو ملک کی سیاسی قیادت سے مایوسی اور بیزاری کی شدّت کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ وہ احساس ہے جو آج عوام کے دلوں میں اہل سیاست سے نفرت کی شکل اختیار کرتا نظر آتا ہے۔

بشر کی پستیوں کو آسماں ہم کہہ نہیں سکتے
کسی رہزن کو میر کارواں ہم کہہ نہیں سکتے

جمہوریت کے بھیس میں جنگ زرگری
سارے حسین خواب پریشاں ہوئے تو ہیں

بھڑک اٹھیں گے اگر چل پڑی ہوا پھر سے
سلگ رہے ہیں جو جذبے یہاں بغاوت کے

کیسے کریں یقین تمہارے خلوص پر
جب تک تمہارے ہاتھ میں خنجر دکھائی دے

آزادی کے بعد ملک میں نہ ختم ہونے والا فسادات کا جو سلسلہ شروع ہوا وقار صدیقی خود آگ کے اس دریا سے گزرے ہیں۔ بلوائیوں نے ان کا گھر لوٹ لیا۔ انکے والد زخمی ہوئے۔ اسلئے انکی غزلوں اور نظموں میں باہمی نفرت اور سیاسی سازشوں سے پیدا ہونے والی قتل و غارتگری کا آسیبی سایہ صاف نظر آتا ہے۔ یہ آزادی کا ایسا زخم ہے جو بھرنے میں نہیں آتا۔ جو ناسور بن گیا ہے اور اسکی اذیت سے شاعر تڑپتا نظر آتا ہے۔

چاروں طرف جہنمی منظر دکھائی دے
گجرات جیسے آگ کا اژدر دکھائی دے

زمیں میں بیج جو بوئے گئے ہیں نفرت کے
تو پھول کیسے کھلیں گے بھلا محبت کے

ڈراڈرا سا ہر ایک شخص لگ رہا ہے ابھی
کسی فساد کا خطرہ بنا ہوا ہے ابھی

وقار صدیقی اپنے گردوپیش تعصب اور نفرت کا جو ہیجانی تناؤ دیکھتے ہیں، ایسا تناؤ جو انسانی رشتوں اور اعلیٰ انسانی قدروں کو فنا کر دیتا ہے تو انکے دل میں امن اور آشتی کی راحتوں کا احساس جاگ اٹھتا ہے۔ انکی کئی نظموں میں امن کی خواہش ان کے وجود اور انکے شعور سے روحانی روشنی کی طرح پھوٹتی دکھائی دیتی ہے۔ کہتے ہیں۔

www.urduchannel.in

دوستو، دلبرو!
راستو، منزلو
قافلو، رہبرو
میں بھی پہچان لوں
تم بھی پہچان لو
روح انسانیت کا یہی ساز ہے
امن سارے زمانے کی آواز ہے

یہ نظم جس دھیمی دھیمی فضا میں سادگی اور پُرکاری سے آگے بڑھتی ہے وہ قاری کے دل میں گہرا تاثر پیدا کرتی ہے۔ 'تاشقند کے پھول' نظم میں بھی امن کی طاقت کا قصیدہ ہے۔ ایک دوسری نظم مشورہ میں بھی نفرت اور نفاق کی قوتوں کے خلاف جہاد ملتا ہے۔ اس کا لہجہ رجائی ہے۔ باہمی اتحاد اور محبت کی امٹ طاقت کو شاعر نے بڑی سادگی سے ابھارا ہے۔

ٹوٹتے ہوئے رشتے
جوڑتے چلے جائیں
بیچ کے پہاڑوں کو
توڑتے چلے جائیں
نفرتوں بھرا چہرہ
بے نقاب کر ڈالیں
پھول کی طرح کھل جائے
جس پہ ہم نظر ڈالیں

وقار صدیقی کی نثری نظموں میں بھی انسانی دردمندی اور امن و اتحاد کا یہی جذبہ رچا بسا نظر آتا ہے۔ اسی جذبہ کی والہانہ کیفیت نے ان نظموں کو شاعرانہ آہنگ سے معمور کر دیا ہے۔ میں ذاتی طور پر نثری نظموں کا زیادہ قائل نہیں ہوں لیکن وقار صاحب کی بعض نظموں میں جذبہ اور فکر کی آمیزش سے عجیب نشتریت پیدا ہوگئی ہے۔ مثلاً یہ نظم "اسلئے"

تم مجھے
خودساختہ
قانونوں کے قیدخانوں میں
اسلئے
قید کرتے چلے جارہے ہو
تاکہ
تم اور آزاد ہوسکو

وقار صدیقی نے ظاہر ہے کہ گذشتہ نصف صدی کے عرصہ میں جو کچھ کہا ہے لکھا ہے وہ کم نہیں ہے۔ لیکن انھوں نے سختی کے ساتھ انتخاب کیا ہے۔ ابتدائی دور کی غزلیں اور میری گزارش پر راست احتجاجی نظمیں اس انتخاب میں شامل نہیں کیں۔ لیکن جو کچھ شامل کیا ہے اس میں انکی گہری دردمندی، روشن خیالی اور تخلیقی خود اعتمادی کا جو ہر صاف نظر آتا ہے۔

www.urduchannel.in

وقار صدیقی نے جاپانی صنف شاعری ہائکو کو اپنانے اور برتنے کی کوشش کی ہے۔ ہائکو کی فنی ساخت کے بارے میں میری معلومات زیادہ نہیں۔ بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ بڑی نازک اور لطیف صنف شعری ہے۔ اس کو برتنے میں شاعر اور ناشاعر کی آزمائش ہو جاتی ہے۔ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے، کہ وقار صدیقی نے اس مجموعہ میں ہائکو کے جو نمونے شامل کئے ہیں وہ شاعرانہ فکر و احساس سے معمور ہیں۔ بظاہر روزمرہ کی زندگی اور اسکی چھوٹی چھوٹی باتیں۔ لیکن شاعر کی سادگیٔ اظہار اور ندرتِ تخیل نے انھیں بے حد تاثر آفریں بنا دیا ہے۔ جیسے

سن لے میرے یار — پھولوں کی وادی
صبر کرے تو ہو جائے — مہکی مہکی سی کچھ ہے
دکھ کا دریا پار — ہر دل کی آبادی

خوب ستاتا ہے — کچھ تو ہے رشتہ
لیکن نٹ کھٹ سا بچہ — میری پیاسی آنکھوں سے
دل کو بھاتا ہے — تیرے تن من کا

ہائیکو کے فارم میں شاعر کا جو اسلوب سامنے آتا ہے وہ انکی شاعری کی عمومی آہنگ سے بڑی مناسبت رکھتا ہے یہ سچائی بھی اس کے حسن کا حصہ نظر آتی ہے۔

قمر رئیس

پروفیسر اویس احمد دوراںؔ

آزادی کے بعد ہندوستان میں جو حالات پیدا ہوئے وہ بے حد مایوس کن ثابت ہوئے۔ اس ملک کے کروڑوں عوام نے برطانوی سامراج کے خلاف زبردست جنگ لڑی اور آزادی حاصل کی۔ ان کا خواب ایک خوشحال اور پُر امن ہندوستان کا خواب تھا جو پورا نہیں ہوا۔ وقار صدیقی نے آزادی کے بعد کے تمام ہولناک اور مایوس کن مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے، موصوف کا جب شعور بیدار ہوا تو انہوں نے عملی سیاست میں شرکت کی۔ مارکسزم سے متاثر ہوئے اور ہنوز اسی نظریۂ حیات سے وابستہ ہیں۔ اُن کی شاعری گل و بلبل اور مصنوعی حسن و عشق کی شاعری کے بجائے روح فرسا حالات و حقائق کی شاعری ہے، جن کو ختم کر کے سماج واد کے قیام کی آرزوؤں کا خواب دیکھنا اور دکھانا اُن کی شاعری کا مقصد ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وقار صدیقی نے مارکسی نظریات کی وابستگی کے تحت اپنے ملک کے دبے کچلے ہوئے طبقۂ عوام کے سیاسی شعور کو بیدار کر کے ان کو اشتراکی انقلاب لانے کے لئے متحرک کرنے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ وقار صدیقی کی غزلوں اور نظموں کے مطالعہ سے جو باتیں واضح ہوتی ہیں، وہ وہی ہیں جن کا اظہار میں نے سطور بالا میں کیا ہے۔ شاعر نے کہیں مبہم لہجہ اختیار نہیں کیا ہے۔ نہ ہی اپنی شاعری میں لایعنی علامتی تہیں پیدا کی ہیں۔ جنہیں پیاز کے چھلکوں کی طرح کھولتے چلے جایئے لیکن آخر میں ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ اردو شاعری میں جدیدیت کی شروعات کے بعد جو مہملیت شروع ہوتی تھی اس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، ویسے پہلے جیسی شدّت اب نہیں ہے۔

www.urduchannel.in

میں ایک مشورہ بھی وقار صدیقی کو دوں گا کہ نظریے سے وابستگی اچھی بات ہے لیکن شاعری میں حسن و عشق کی سرمستی کا اظہار بھی ضروری ہے۔

وقار صدیقی کی شاعری کی عمر اگرچہ طویل ہے لیکن چونکہ سیاسی، سماجی و ثقافتی مشغولیات اور جدوجہد میں زندگی گذری اس لئے غزلوں اور نظموں کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے، تاہم اُن کی شاعری اُن کی عملی زندگی کی ترجمان اور انقلابی شعور کی مرہونِ منت ہے، اس لئے اُن کے شعری سرمایہ کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

پروفیسر اویس احمد دوراں
محلّہ فیض اللہ خاں، دربھنگہ (بہار)

عرضِ مصنّف

میں اس خوش فہمی میں قطعئی مبتلا نہیں ہو کہ میں نے کوئی انوکھی یا نئی بات نئے انداز میں کہی ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ زندگی کے تجربوں، عوامی تحریکوں میں شرکت اور مارکسی ادب کے مطالعے سے جو شعور مجھ میں بیدار ہوا، اس کے اظہار نے کبھی کبھی شعر کی شکل اختیار کر لی۔ اپنے زمانے کے حالات سے سمجھوتہ کرنے کے بجائے عملی زندگی میں جو احتجاج کی راہ میں نے اختیار کی تھی اُسی کی لے میری غزلوں اور نظموں کا آہنگ ہے۔

میں اس بات سے مطمئن ہوں کہ میرے چند اشعار میرے ساتھیوں نے عوامی جلسوں، ہڑتالوں اور جدوجہد کے مختلف مرحلوں کے دوران میں لڑنے والوں میں امید اور حوصلہ بڑھانے کے لئے استعمال کئے ہیں۔ جدوجہد کی راہ پر گامزن انہی ساتھیوں اور دوستوں کے اصرار پر یہ مختصر سا مجموعہ شائع کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ اسمیں بعض جگہ الفاظ کے استعمال میں میرا رویّہ وہی ہے جو میرے احباب میرے سامعین اور آپ کا یعنی میرے قارئین کا بھی ہوگا۔

میری زندگی نے اوائل عمری ہی سے شاندار عوامی تحریکوں کے مناظر کا نظارہ کیا جن کے نقوش تاعمر میرے ذہن پر طاری رہے۔ گوالیار میں 1946ء میں ابھرتی مزدور تحریک پر سانتی پولس کی فائرنگ سے ناتھورام اور بابو خاں جیسے چار مزدوروں کی شہادت اور 1950ء میں طالب علموں کی سرفروشانہ جدوجہد میں شہید ہوئے ہری سنگھ اور درشن سنگھ نے جہاں میرے ذہن و شعور کو متاثر کیا، وہیں 1945ء سے 1950 تک گوالیار میں فرقہ واریت کے زہر کے اثرات سے پیدا ہوئے

www.urduchannel.in

حالات اور فسادات نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور اپنے لئے ایک نئی راہ متعین کرنے پر مجبور کر دیا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مارکسی نظریات کو اپنانے اور عوامی جدوجہد میں شمولیت اختیار کرنے میں ہی انسان کی نجات مضمر ہے۔ اِسی فکر نے میرے اندر کے شاعر کو بیدار کیا اور میں نے جہاں قلم کے ذریعے تنگ نظری، فرقہ پرستی اور استحصال کے خلاف آواز بلند کی۔ وہیں عملی طور سے بھی ٹریڈ یونین تحریک سے وابستہ ہو گیا، خصوصی طور سے ٹیچروں اور سرکاری ملازمین کے حقوق کے لئے تحریکوں میں حصہ لینے لگا۔ اسی سلسلے میں کئی بار جیل بھی جانا پڑا اور ملازمت سے معطل کیا گیا 1975ء میں مجھے بھی میسا کے تحت گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ جدوجہد کے مختلف مواقع پر زندگی نے مجھ سے بہت سے اشعار کہوائے، ملکی اور عالمی حالات سے متاثر ہو کر کچھ نظمیں بھی کہیں جو اس مجموعے میں شامل ہیں، چند ہائیکو کے نمونے بھی شریکِ اشاعت ہیں۔

پچھلے پچاس برسوں میں اردو کے شعری ادب میں اچھی اور بری تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ایمرجنسی کے دوران اور اس کے بعد اظہار کے نئے سانچے تلاش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، اسلئے نثری نظموں کا استعمال میں نے بھی اپنایا۔ ہماری شاعری پر غنائی لہجہ اور تغزل کا دروبست چھایا رہا ہے۔ میں نے اس سے باہر نکلنا چاہا ہے اور نثری نظموں میں غزل کی لفظیات اور امیجری سے دامن بچانے کی کوشش کی، اس کا اثر میری بعد کی غزلوں میں بھی نظر آتا ہے۔ اس تبدیلی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نئی نسل جو اردو کی تعلیم سے محروم کر دی گئی ہے۔ وہ شاعری کی آرائش و زیبائش سے متاثر نہیں ہوتی، اس لئے عام بول چال کی زبان کا شاعری میں استعمال کیا جانا ضروری ہے۔

یوں بھی شاعری ہمیشہ ایک ہی سطح کی نہیں ہوتی۔ ہمیشہ کوئی شاعر بھی غالب کی سطح کی شاعری نہیں کر سکتا اور خود غالب بھی

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں

جیسے مصرعے کہنے پر مجبور ہوئے تھے۔ اس لئے شاعری کو یا ادب کو محض ایک ہی معیار سے ناپا نہیں جا سکتا۔ جس طرح زندگی میں آدمی کے موڈ بدلتے رہتے ہیں اور ان تبدیلیوں کے باوجود پھر بھی اس کی ایک انفرادیت باقی رہتی ہے، وہی حال شاعری کا بھی ہے، کبھی ہیجانی اور ہنگامی، کبھی سرمدی اور بلند آہنگ کی اسی لئے تو اقبال نے کہا تھا کہ طارمِ اعلیٰ (اخضر) تک پرواز کرتا ہوں اور کبھی اپنے پاؤں کے تلوے کو بھی دیکھنے سے معذور رہتا ہوں۔ یہی صورت شاعری کی بھی ہے جو کبھی ہیجانی اور وقتی کہی جاتی ہے، کبھی اعلیٰ درجے کی اور سرمدی اور آفاقی گردانی جاتی ہے۔

بہر حال 'فردِ خیال' میں عصری احساس اور عصری شعور کی جھلک کہیں نہ کہیں آپ کو مل جائے گی۔ اگر اس مجموعے کے چند اشعار بھی اہلِ نظر کی توجہ کا باعث بن جائیں اور کچھ اشعار عوامی جدوجہد کے کسی مرحلے میں کام آسکیں تو میں سمجھونگا کہ مجھے میری کاوش کا صلہ مل گیا۔

وقار صدیقی

www.urduchannel.in

غزلیں

بہت نیچی لگیں، اونچائیاں بھی
سمندر سے گئیں گہرائیاں بھی

کبھی ہنگامے بھی اچھے لگے ہیں
کبھی اچھی لگیں تنہائیاں بھی

بھری دوپہر میں چلنا کٹھن ہے
سمٹ کر رہ گئیں پرچھائیاں بھی

کہیں جشنِ طرب ماتم کدہ ہے
کہیں گریہ کناں تنہائیاں بھی

نکھر کر اک کرشمہ ہو گئی ہیں
تمہارے حسن کی رعنائیاں بھی

کوئی سورج، نکلتا کیوں نہیں ہے
سحر لیتی نہیں انگڑائیاں بھی

www.urduchannel.in

زمیں میں بیج جو بوئے گئے ہیں نفرت کے
تو پھول کیسے کھلیں گے بھلا محبت کے

اندھیرے چھائے ہوئے ہیں جہاں جہالت کے
وہاں چراغ تھے روشن کبھی ذہانت کے

یہ اپنے ملک کی تہذیب ہے نہ بھولو اسے
کہ بن کے رشتے نہیں ٹوٹتے محبت کے

بھڑک اٹھیں گے اگر چل پڑی ہوا پھر سے
سلگ رہے ہیں جو جذبے یہاں بغاوت کے

حدیثِ دل ہے یہ اس کو بھی آپ پڑھ لیجے
پڑھے ہیں آپ نے قصے بہت محبت کے

زندگی کی کتاب کو پڑھیے
جو حقیقت ہو شعر میں کہیے
علم کی سیڑھیوں پہ چڑھیے مگر
تجربوں کی زمیں پر چلیے
سیر کیجیے تمام عالم کی
پیر لیکن زمین پر دھریے
آرزوؤں کے پیر سے چل کر
جستجو کے پہاڑ پر چڑھیے
آگے بڑھیے ضرور آپ مگر
دوسروں کو گرا کے مت بڑھیے
زندگی کی اُداس راہوں میں
ٹوٹ جاتے ہیں خواب کے بخیے
راستہ پُر خطر بہت ہے وقارؔ
ہر قدم احتیاط سے رکھیے

www.urduchannel.in

اہلِ زر کے عتاب ہیں کیا کیا
مفلسوں پر عذاب ہیں کیا کیا

روٹی، کپڑا، مکان، علم و ہنر
زندگی تیرے خواب ہیں کیا کیا

بھوک، بیکاری، جبر، لاچاری
عہدِ نو کے عذاب ہیں کیا کیا

شہر در شہر کر چلیں تاراج
شہریاروں کے خواب ہیں کیا کیا

زندگی یونہی خرچ کرتے رہے
کیا بتائیں حساب ہیں کیا کیا

جو نہیں جانتے ہنر کیا ہے
اُن کو بخشے خطاب ہیں کیا کیا

ظرفِ اہلِ جنوں سے گھبرا کر
عقل کے پیچ و تاب ہیں کیا کیا

برق و باراں، جنوں، قفس صیاد
فصلِ گل کے عذاب ہیں کیا کیا

اک نئے انقلاب کی خاطر
دہر میں پیچ و تاب ہیں کیا کیا

ایک دنیا نئی کریں تخلیق
اپنی آنکھوں میں خواب ہیں کیا کیا

جو شخص اپنے آپ کو پہچانتا نہیں
سب جانتے ہوئے بھی وہ کچھ جانتا نہیں

انسانیت کے درد کو جو جانتا نہیں
وہ آدمی کو آدمی گردانتا نہیں

اس میں بھی شاید اس کی کوئی مصلحت ہی ہو
وہ جانتا تو ہے مجھے، پہچانتا نہیں

وہ فیصلہ جو میں نے بہت سوچ کر لیا
اس فیصلے کو دل مرا کیوں مانتا نہیں

www.urduchannel.in

جسے دیکھو درندہ سا لگے ہے
یہ سارا شہر تو صحرا لگے ہے

نہ چھت اپنی، نہ یہ دیوار اپنی
نہ در اپنا، نہ گھر اپنا لگے ہے

خدا ہی جانتا ہے حال اُس کا
وہ کیا ہے اور مجھکو کیا لگے ہے

کوئی تو بات ہے اُس آدمی میں
برا ہو کر بھی جو اچھا لگے ہے

نہ جانے دوریاں کیوں بڑھ گئی ہیں
جو اپنا تھا پرایا سا لگے ہے

شرد کی پوڑنما میں تاج کا حسن
بڑا دلکش، بہت پیارا لگے ہے

حدیثِ دل سناتے کیوں نہیں اب
یہ قصہ کیا فسانہ سا لگے ہے

وہ جانے سوچتا رہتا ہے کیا کیا
اسے یہ دنیا جانے کیا لگے ہے

باہر سے جو اچھا ہو، وہ اندر بھی ہو اچھا
ایسا کبھی ہوتا ہے پر اکثر نہیں ہوتا

خاموش ہی رہتا ہے وہ اکثر سرِ محفل
کیوں رہتا ہے خاموش کسی نے نہیں پوچھا

یہ سلسلۂ زیست کہیں ٹوٹ نہ جائے
ہر شخص ہمیشہ ہے اسی خوف سے جیتا

شطرنجِ سیاست کا عجب کھیل ہے یہ بھی
مہرہ کوئی شرطوں کے مطابق نہیں چلتا

ایک چھوٹی سی دنیا ہے مگر خوب ہے دیتا[1]
یہ ہار گلے کا ہے، مگر دل نہیں لگتا

وہ جلتے مکانات، وہ لٹتے ہوئے بازار
بھوپال تجھے پہلے تو ایسا نہیں دیکھا[2]

۱۔ سابق دیسی ریاست دیتا، اب مدھیہ پردیش کا ایک چھوٹا سا ضلع ہے جو گوالیار ڈویژن میں شامل ہے۔ اس علاقے میں یہ کہاوت مشہور ہے، جھانسی گلے کی پھانسی دیتا گلے کا ہار۔

۲۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد ۸ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو بھوپال میں پہلی بار فرقہ وارانہ فساد ہوا، اُس وقت میں وہاں موجود تھا۔

www.urduchannel.in

سزا کیوں ایسے گناہوں کی مل رہی ہے مجھے
جو آج تک کبھی سرزد نہیں ہوئے مجھ سے

وہ درد جس کو کوئی آج تک نہ جان سکا
اُسی نے رکھ دیا مجھکو ہلا کے اندر سے

یہ سچ ہے میں نے دل و جان سے ہے چاہا تمہیں
مگر یقین تمہیں ، میں دلاؤں یہ کیسے

تاریخ نویسی کی یہ طرز پرانی ہے
شاہوں کا فسانہ ہے پریوں کی کہانی ہے

پتھر کے زمانے سے ایٹم کے زمانے تک
پڑھتے ہی چلے جاؤ انساں کی کہانی ہے

جو راستہ روکے گا بہہ جائے گا موجوں میں
چڑھتا ہوا دریا ہے بہتا ہوا پانی ہے

کیا سوچ رہے ہو تم بیٹھے ہوئے ایسے میں
آؤ چلو زنداں کی دیوار گرانی ہے

وہ سندھ کی گھاٹی ہو یا نیل کی وادی ہو
تہذیب و تمدن کی تاریخ پرانی ہے

۱۔ مصر کا دریائے نیل

www.urduchannel.in

چمن میں گل ہیں کتنے، خار کتنے
بہاروں کے ہیں دعویدار کتنے

کئے کس کس نے تھے اقرار کتنے
ہیں سب وعدے مگر بیکار کتنے

ہمارے عہد کا کڑوا یہ سچ ہے
بھرے ہیں جھوٹ سے اخبار کتنے

فضا میں زہر یہ گھولا ہے کس نے
جھلس کر رہ گئے اشجار کتنے

زبانِ امن کب سمجھے گی دنیا
بنیں گے جنگ کے ہتھیار کتنے

یہاں پر ہیں کروڑوں ہاتھ بیکار
وہاں ہیں بند کاروبار کتنے

اٹھا کر سر کھڑے تو ہو گئے ہیں
مگر ان میں سے ہیں بیدار کتنے

با نام ہوشمندی اور فتنے
اٹھائے گی نگاہِ یار کتنے

کبھی یہ شہر شہر دلبراں تھا
یہاں اب رہ گئے دلدار کتنے

وہ منظر ہائے وہ منظر نہ پوچھو
کہ جب بے گھر ہوئے گھر بار کتنے

لہو سر چڑھ کے بولے گا کسی دن
رہیں قاتل ہی پہرے دار کتنے

رہے گا گرم یہ بازار کب تک
ابھی مانگے گی سر تلوار کتنے

ڈرا ڈرا سا ہر اک شخص لگ رہا ہے ابھی
کسی فساد کا خطرہ بنا ہوا ہے ابھی

جلوس ایک ادھر سے گذر گیا ہے ابھی
جو راستہ تھا کبھی بند، وہ کھلا ہے ابھی

یہ کیسی رات ہے، ہر شخص جاگتا ہے ابھی
ہمارے شہر میں کیا واقعہ ہوا ہے ابھی

ہر ایک دل کی صدا بن کے کاش گونج اٹھے
وہ نعرہ ہم نے جو دیوار پر لکھا ہے ابھی

ہمارا عہد فقط عہدِ سرفروشی ہے
ہمارے حق میں یہی فیصلہ ہوا ہے ابھی

www.urduchannel.in

کیوں نہ اب دیکھلیں ہم بے سروساماں ہوکر
زندگی کیسے گذرتی ہے پریشاں ہوکر

رنگ وبو کی کوئی قیمت ہی بہاروں میں نہ تھی
آ گئے آج وہ خود جانِ گلستاں ہوکر

کشمکش ہی سی ستاروں کے ترنم میں رہی
اب جو آواز کوئی دے تو غزلخواں ہوکر

بزم آرائے چمن کو یہ ابھی کیا معلوم
بجھ گئیں شمعیں یہاں کتنی فروزاں ہوکر

جذبۂ فرض بھی ہے کیفِ محبت میں وقارؔ
غم تو اُن کا بھی ہے لیکن غمِ دوراں ہوکر

کوئی نظر ہو عقیدہ بہت ضروری ہے
عمل پہ اپنے بھروسا بہت ضروری ہے

گھروں سے دور نکلنا بہت ضروری ہے
یہ کام عزم و عمل کا بہت ضروری ہے

لہو میں ڈوبے ہوئے احتجاج کرتے ہوئے
سڑک سڑک سے گذرنا بہت ضروری ہے

تو اپنے سامنے پردہ نہ ڈال، منہ نہ چھپا
ترا سماج سے رشتہ بہت ضروری ہے

تمہیں خبر ہے سفیرانِ انقلاب ہو تم
تمہارے ہاتھ میں تیشہ بہت ضروری ہے

وقارؔ میں نے کسی کو نہیں بلایا وہاں
جہاں لگا کہ سہارا بہت ضروری ہے

www.urduchannel.in

پکارا اہلِ غم کو چاند تاروں کی جبیں ہم نے
بھرا ہر دل کی وسعت میں اک احساسِ حسیں ہم نے

یہ سب دیر و حرم کیا ہیں، کئے پیدا یہیں ہم نے
مکیں لامکاں ہم نے، مکانِ لامکیں ہم نے

نہیں بدلا ہے کچھ اب بھی پرانی طرز باقی ہے
بہت دیکھے ہیں ایسے انقلاب، اے ہمنشیں ہم نے

جب آئیں چاندنی راتیں تو اکثر محوِ غم ہو کر
رہے ہم منتظر اُن کے جنہیں دیکھا نہیں ہم نے

فقط اک سادہ لوحی تو نہ تھی کچھ امتحاں بھی تھا
کہا جو کچھ بھی تمنے کر لیا اکثر یقیں ہم نے

زمانے کی سکوں سامانیاں کیوں راس آئینگی
کیا ہے موجِ طوفاں پر جو ساحل کا یقیں ہم نے

زندہ حقیقتوں کو چھپایا نہ جائے گا
ہر واقعہ فسانہ بنایا نہ جائے گا

اے دورِ انقلاب کی آمد کے منتظر
سوچوں سے انقلاب تو لایا نہ جائے گا

الزامِ بے وفائی دیا جائے گا مگر
تفریقِ خار و گل کو مٹایا نہ جائے گا

لطفِ غمِ حیات اگر مٹ گیا تو کیا
نقشِ غمِ حیات مٹایا نہ جائے گا

سستی غزل سنا کے کسی بزم میں وقارؔ
اپنا وقارِ شعر گرایا نہ جائے گا

www.urduchannel.in

بشر کی پستیوں کو آسماں ہم کہہ نہیں سکتے
کسی رہزن کو میرِ کارواں ہم کہہ نہیں سکتے

کہے گا کیا ہر اک اشکِ رواں ہم کہہ نہیں سکتے
جو قبل از وقت ہو، وہ داستاں ہم کہہ نہیں سکتے

یہ رسمِ ہمنشینی ہے کہاں کی اے چمن والو
کہو تم گلستاں پر گلستاں ہم کہہ نہیں سکتے

وفا کی آزمائش میں بھی اک شرطِ محبت ہے
تمہارے ظلم کو تو امتحاں ہم کہہ نہیں سکتے

ابھی سے ہمنفس اندازۂ آئینِ نو کیا ہو
بدل جائے گا کب رنگِ جہاں ہم کہہ نہیں سکتے

نظر محرومِ جلوہ ہے جبیں محرومِ سجدہ ہے
تمہارے آستاں کو آستاں ہم کہہ نہیں سکتے

وقارِ عزم سے محروم ہوں جب کارواں والے
وقار اس کارواں کو کارواں ہم کہہ نہیں سکتے

دیار ہے یہ سلاطیں کا، نہ امیروں کا
یہ صوفیوں کا ہے، سنتوں کا ہے، فقیروں کا

کسی کے ہاتھ میں سب کچھ، کسی میں کچھ بھی نہیں
میاں یہ کھیل نہیں ہے فقط لکیروں کا

ہجوم میں کہیں گم ہو گئے ہیں اہلِ ضمیر
لگا ہے شہر میں بازار بے ضمیروں کا

ہمارے درد کا درماں کسی کے پاس نہیں
علاج ہو وہ حکیموں کا یا فقیروں کا

چمن میں بولی عجب بولنے لگے ہیں پرند
مذاق بدلا ہے یہ کیسا ہمصفیروں کا

سُنامی لہروں نے جن کو تباہ کر ڈالا
بیان کیسے کریں حال اُن جزیروں کا

کسی بھی شہر میں جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں
یقین کون کرے ایسے راہگیروں کا

www.urduchannel.in

اک صبح نو بہار کے امکاں ہوئے تو ہیں
دل وادیٔ حیات کے ساماں ہوئے تو ہیں

اُن کا بیاں غلط ہے کہ آباد ہو گئے
کچھ آرزو کے شہر بیاباں ہوئے تو ہیں

جمہوریت کے بھیس میں ہے جنگِ زرگری
سارے حسین خواب پریشاں ہوئے تو ہیں

چھٹنے لگی ہے کہنہ سیاست کی تیرگی
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں

اب دیکھنا ہے چارہ گروں کی نگاہ کو
دکھ درد زندگی کے نمایاں ہوئے تو ہیں

اِس نئے دور کا جو شخص پیمبر نکلا
جب پڑھا اُس کو تو وہ ایک سمندر نکلا

ایک سیلاب سا لوگوں کا جو باہر نکلا
ندّیاں مل کے بہی ہیں تو سمندر نکلا

جب بھی تاریک بگولوں کے بڑھے ہیں طوفاں
سامنے آتا ہوا صبح کا منظر نکلا

جسم کو زخموں کے پھولوں سے سجانے والو
جہد کی راہ سے جو نکلا سنور کر نکلا

میں سمجھتا تھا مرا ملک ہے افلاس زدہ
مینے جب غور سے دیکھا تو مرا گھر نکلا

اتنا معصوم بھی دنیا میں نہیں کوئی وقار
تو تو ہر خواب کو پلکوں پہ سجا کر نکلا

نوٹ: کارل مارکس کی یوم پیدائش پر ایک جلسے میں پڑھی گئی غزل

www.urduchannel.in

بہت حقیر ہیں ہم، یہ گماں بدل ڈالو
اٹھو اور اٹھکے یہ تفسیرِ جاں بدل ڈالو

نگاہ رہتی ہو محدود جنکی پھولوں تک
تم ایسے تنگ نظر باغباں بدل ڈالو

فضائے امن اگر زندگی کی قاتل ہو
تو انقلاب سے امن واماں بدل ڈالو

اُفق پہ سُرخیِ عزم و عمل جھلک اٹھی
نزولِ صبح ہے، خوابِ گراں بدل ڈالو

قدیم و کہنہ ادب محترم سہی لیکن
نئی تلاش سے طرزِ بیاں بدل ڈالو

وقارِ زیست سے پیدا کرو نئی تاریخ
جو سازگار نہ ہوں سرخیاں بدل ڈالو

دیکھا قریب سے تو لگا اک سراب ہے
یہ زندگی حسین سہی پھر بھی خواب ہے

ماحول اس زمانے کا اتنا خراب ہے
مرنا بھی قہر ہے یہاں جینا عذاب ہے

راتوں کی نیند دن کا سکوں کون لے اُڑا
اس دور کے نصیب میں کیا اضطراب ہے

گو ٹوٹتے بکھرتے رہے ہیں تمام رات
آنکھوں میں ہر سحر کو نیا ایک خواب ہے

چاہو تو ہر سوال کا مل جائے گا جواب
یہ زندگی خود ایک مکمل کتاب ہے

اندازِ فکر کیا ہے؟ نئی نسل کا وقار
کیا اس سوال کا بھی کہیں کچھ جواب ہے

www.urduchannel.in

حاصل کوئی خوشی، نہ متاعِ قرار ہے

اے باغباں بتا دے یہ کیسی بہار ہے

دیر و حرم کی آڑ میں بندے خدا بنے

ان کے لئے ہر آب و ہوا سازگار ہے

گلشن پرستیوں کا تقاضہ نہیں ہے یہ

جو پھول ہے وہ تیری نگاہوں میں خار ہے

ایسا بھی بیخودی میں ہوا ہے کبھی کبھی

وہ آ گئے ہیں اور مجھے انتظار ہے

خطرے میں پڑ گئے ہیں اب آثارِ زندگی

اے انقلابِ دیر تر ا انتظار ہے

کس کو وقار ہوگی گوارا تمہاری بات

تمکو کسی کی بات اگر نا گوار ہے

ہے یہ فسادوں کا انجام

دیس ہوا جگ میں بدنام

ساقی، یہ کیسا ہے نظام

ہاتھ میں سب کے خالی جام

جن کے لئے گھڑیاں گنتے تھے

کیا یہ وہی ہیں صبح و شام

آنکھوں میں کچھ اشک بھر آئے

جانے کون سا یہ مقام

www.urduchannel.in

وہ چاہتے ہیں کہ رستے میں شام ہو جائے
میں چاہتا ہوں کہ ظلمت تمام ہو جائے

جنونِ عزم نہیں ختم چند ناموں پر
مگر جو وقت کا اپنے امام ہو جائے

کچل دو سینۂ ظلمت کا اتنا آخرِ شب
نئی سحر سے نیا اک نظام ہو جائے

لگا کے آگ نشیمن کو دیکھنے والو
سکونِ دل نہ تمہارا حرام ہو جائے

وقارؔ ہو جو یہ برگشتگی تو کیا کہیے
خود اپنا آشیاں اپنا ہی دام ہو جائے

اپنی پستی پر ہیں کچھ کانٹے جو جھنجھلائے ہوئے
پھر رہے ہیں باغباں گلشن میں گھبرائے ہوئے

سرنگوں کلیاں، گل افسردہ، شگوفے مضمحل
اک زمانہ ہو گیا، فصلِ بہار آئے ہوئے

بحر و طوفاں، باد و باراں روک سکتے ہی نہیں
جھونپڑوں سے عزم نکلا ہے قسم کھائے ہوئے

اے مکینانِ چمن یہ گل پرستی تا بکے ؟
خارِ گلشن بھی ہیں رازِ برتری پائے ہوئے

ایک ہم ہیں جو غبارِ رہگذر ہی تک رہے
ایک وہ ہیں چاند تاروں کے جو ہمسائے ہوئے

یادِ جاناں بھی غمِ دوراں میں لازم ہے وقارؔ
ایک مدت ہو گئی ہے اشک برسائے ہوئے

www.urduchannel.in

چاروں طرف جہنّمی منظر دکھائی دے
گجرات جیسے آگ کا اژدر دکھائی دے

لٹتی ہوئی دوکانیں ہیں جلتے ہوئے مکان
راون کے راج کا کوئی منظر دکھائی دے

اپنی ہی سرزمیں میں مہاجر ہوئے جو لوگ
دستِ ستم کا ڈر اُنہیں اکثر دکھائی دے

معصوم بے گناہوں کو زندہ جلائے جو
وہ شخص آدمی نہیں پتھر دکھائی دے

کیسے کریں یقین تمہارے خلوص پر
جب تک تمہارے ہاتھ میں خنجر دکھائی دے

بہارِ گل بھی فردوسِ معانی لے کے آئی ہے
نئی دنیا نئی طرزِ بیانی لے کے آئی ہے

یہ کس منزل کی جانب کارواں عزم آنکلا
ہوائے رہگذر خود کامرانی لے کے آئی ہے

ستارے چھپ گئے تو کیا بہارِ صبح پھر آئی
کسی کی یاد پھر غم کی کہانی لے کے آئی ہے

مرے عزمِ جنوں ساماں کی ہے تسکین فرمائی
ہر اک موجِ حوادث شادمانی لے کے آئی ہے

www.urduchannel.in

جو پڑھ سکو تو پڑھو اک کھلی کتاب ہوں میں
جو دیکھنا ہے تو دیکھو قریب آ کے مجھے

میں اپنے عہد کی آواز ہوں یہ یاد رہے
خموش کر نہیں سکتا کوئی دبا کے مجھے

ابھی تو مشقِ ستم کر رہے ہیں اہلِ ستم
ابھی تو دیکھ رہے ہیں وہ آزما کے مجھے

نوٹ:۔ گوالیار کے مشہور شاعر ریاض انصاری مرحوم کی پہلی برسی پر منعقدہ طرحی مشاعرے میں پڑھے گئے اشعار جو ایمرجنسی کے دوران ہوا تھا۔

سازشوں کا شکار ہونے لگے
اب تو پیچھے سے وار ہونے لگے

کیسے لیل و نہار ہونے لگے
لوگ بے اعتبار ہونے لگے

حالِ دل میں نے یونہی پوچھا تھا
آپ کیوں بے قرار ہونے لگے

بے ہنر آج کے زمانے میں
صاحبِ اقتدار ہونے لگے

جو کبھی تھے نہ غمگسار اپنے
وہ بھی اب غمگسار ہونے لگے

عہدِ حاضر کے کیوں تمام سوال
میرے سر پر سوار ہونے لگے

اب کریں کس پہ اعتبار و وقار
دوست بے اعتبار ہونے لگے

www.urduchannel.in

وقف ہیں اُن کے لئے عیش کے انبار ابتک
بے گناہوں کے لئے ہیں رسن و دار ابتک

کون کہتا ہے ملی دورِ غلامی سے نجات
اہلِ زر ہیں میری محنت کے خریدار ابتک

خونِ دہقاں پہ ہے بنیادِ امارت اب بھی
بکتے ہیں کتنے ہی یوسف سرِ بازار ابتک

ہو گئیں خاک میں گم کتنی ہی جلوہ گاہیں
دھندلے دھندلے سے نظر آتے ہیں آثار ابتک

گو سمجھتا ہوں کہ آزاد ہوں لیکن پھر بھی
ہے میری راہ میں حائل کوئی دیوار ابتک

قافلے سیکڑوں گم ہو گئے، منزل نہ ملی
کہہ رہی ہے یہ فسانہ رہِ دشوار ابتک

پائی جاتی ہے وفاؤں میں کمی کچھ تو وقارؔ
ورنہ ہم اور نہ کر لیتے یہ اقرار ابتک

کسی صداء کسی جرات، کسی نظر کے لئے
یہ لمحہ فکر کا لمحہ ہے، ہر بشر کے لئے

نہ قافلہ تھا، نہ زادِ سفر، نہ سایہ کوئی
ہمارے ساتھ تو کچھ بھی نہ تھا سفر کے لئے

کوئی کرن تو اندھیروں کو چیر کر نکلے
ترس رہی ہیں نگاہیں نئی سحر کے لئے

www.urduchannel.in

ایسی صورت تو کوئی دکھلائی دے
فکرِ آدم کو جو کچھ گہرائی دے
روشنی کی اک کرن ایسے ملے
جو ہماری چشم کو بینائی دے
میں نے تو ہر بات تیری مان لی
سرخروئی دے کہ تو رسوائی دے
مان لیں گے ہم تمہاری بات سچ
کوئی تو اس میں کمی دکھلائی دے
کوئی ایسا بھی تو دانشور ملے
جو ہماری سوچ کو دانائی دے
تیرگی ہی تیرگی ہے ہر طرف
روشنی بھی تو کہیں دکھلائی دے

نظمیں

www.urduchannel.in

ہم دیوانے

ہم دیوانے،
دینا بھر کے
اکثر،
سورج کی کرنوں کو
چُنکر،
رات کی جانب چل دیتے ہیں

یادوں کی بارش

اب بھی،
غم کے صحراؤں میں
یادوں کی ٹھنڈی بارش سے
آشا کے سوکھے کھیتوں میں
ہریالی سی اُگ آتی ہے

www.urduchannel.in

شہکار

میز، کرسی، پلنگ، دروازے
طاق، کھڑکی، عجیب نظارے
میز پر اک حسیں سا تاج محل
اور غالب کی وہ نئی تصویر
جو کسی دوست نے بنائی ہے

یہ کتابیں، یہ ریڈیو، یہ گھڑی
علم و دانش بھی، فن و حکمت بھی
میرے کمرے کے کونے کونے میں
کتنے بکھرے پڑے ہیں فن پارے

کتنے فنکار ساتھ ہیں میرے
کتنے شہکار ساتھ ہیں میرے

امن سارے زمانے کی آواز ہے

دوستو، دلبرو
راستو، منزلو
قافلو، رہبرو
میں بھی پہچان لوں
تم بھی پہچان لو
روح انسانیت کا یہی ساز ہے
امن سارے زمانے کی آواز ہے

وہ جو ہر دور میں
صرف لوٹے گئے
وہ جو ہر یُگ میں
لڑتے رہے موت سے
جنکی قسمت میں تلوار کی دھار تھی
جنکی قسمت میں گولی کی بوچھار تھی
جنکی قسمت میں بس بھوک کی مار تھی

www.urduchannel.in

یہ اُنھیں کے فسانے کی آواز ہے
امن سارے زمانے کی آواز ہے

وہ جو ہر ملک میں، جنم لیتے رہے
روشنی کے لئے، تازگی کے لئے
وہ جو ہر شہر میں، گیت گاتے رہے
دوستی کے لئے، دلبری کے لئے

وہ جواب بھی ہیں ہر ملک کی زندگی
وہ نہیں چاہتے، سازشیں جنگ کی
وہ نہیں چاہتے، موت کی خاموشی

وہ جو ہر دور میں
صرف لوٹے گئے
وہ جو ہر یگ میں
لڑتے رہے موت سے
آشتی ان کے خوابوں کی دمساز ہے
امن سارے زمانے کی آواز ہے

تاشقند کے پھول

یہ حسنِ امن کے، یہ عشقِ سربلند کے پھول
دیارِ ہند میں، یہ ارضِ تاشقند کے پھول

قبول کرتی ہے مریم کی جانفرا تصویر
قبول کرتے ہیں مندر کے دیوتا ان کو
سلام کہتے ہیں مسجد کے رہنما اِن کو

نظر کے پھول، محبت کے پھول، پیار کے پھول
کھلے یہ پھول تو پھر برق کا چلن نہ رہا
وفا کی راہ میں اب کوئی راہزن نہ رہا
بتوں کی خیر کہ اب کوئی بت شکن نہ رہا

یہ پھول وقت کا باغ و بہار ہیں جیسے
نظر کا چین دلوں کا قرار ہیں جیسے

نوٹ: ۱۹۶۵ء میں تاشقند میں ہوئے ہند پاک معاہدہ کے موقع پر کہی گئی نظم

www.urduchannel.in

مشورہ

کس نے قتل کر ڈالا؟
کیوں یہ قتل کر ڈالا؟
یہ سوال اٹھتے ہی
ذہن بول اٹھتا ہے
آدمی نہیں تھا وہ
آدمی کا قاتل تھا
زندگی کا قاتل تھا

گندی راجنیتی کا
وہ گھناؤنا کردار
جو چلا تا رہتا ہے
تیر فرقہ بندی کے
ظلم کے اندھیرے میں
آپسی محبت کو
توڑنے کی سازش کا

دھرم کو سیاست سے
جوڑنے کی سازش کا
میرے تیرے آنگن میں
زہر گھول دیتا ہے

یہ گھناؤنا مہرہ
ظلم اور تعصب کا
میرے ہاتھ میں کیوں ہے؟
تیرے ہاتھ میں کیوں ہے؟
میرے ملک کی دھرتی
دھرم کی لکیروں سے
کون کاٹ سکتا ہے؟
میری تیری شکتی کو
کون بانٹ سکتا ہے

آنکالیں کچھ راہیں
آبنائیں اک رستہ
اپنے آنے جانے کا
روح جگمگانے کا

www.urduchannel.in

آ بنائیں اک رستہ
جس کے ہر کنارے پر
پیار کے درختوں کی
خوشنما قطاریں ہوں

اپنے گھر سے جب نکلیں
اس ڈگر پہ مڑ جائیں
ایک دوسرے سے ہم
ایک ہو کے جڑ جائیں
ٹوٹتے ہوئے رشتے
جوڑتے چلے جائیں
بیچ کے پہاڑوں کو
توڑتے چلے جائیں
نفرتوں بھرا چہرہ
بے نقاب کر ڈالیں
پھول کی طرح کھل جائے
جس پہ ہم نظر ڈالیں

بنگلہ دیش کے عوام

(سنہرے دیش کی زلف)

عوام مادرِ گیتی کے ماننے والے
عوام صبح محبت کے چاہنے والے

یہ سولیوں پہ لٹکتے ہیں، پھر بھی زندہ ہیں
لہو نچوڑتے رہتے ہیں، پھر بھی زندہ ہیں

یہ خوفناک اندھیروں میں ہیں شعاعِ اُمید
ہمیشہ موت کے سائے میں جنم لیتے ہیں
وہ ظلم ہو کہ غلامی، وہ جنگ ہو کہ قحط
ہر ایک جرمِ سیہ کو یہ مات دیتے ہیں

اِن ہی کے ہاتھوں نے جمہوریت کے پرچم کو
لہو میں بھیگی، سنہری زمیں پہ گاڑ دیا
وہ پیڑ جس نے نکلتی تھیں، جبر کی شاخیں
ان ہی کے ہاتھوں نے اس پیڑ کو اکھاڑ دیا

www.urduchannel.in

یہ ہات بنگلہ کے مظلوم طالب علموں کے
یہ ہات بنگلہ کے اجڑے ہوئے کسانوں کے
یہ ہات بنگلہ کے مقتول علم والوں کے
یہ ہات وقت کے سب سے حسیں اجالوں کے
یہ ہات عشق کے، جذبات کے، شرافت کے
یہ ہات محنت و فن کی حسیں روایت کے
یہ ہات کروٹیں لیتی ہوئی بغاوت کے
لہو اگلتی ہوئی خوفناک راتوں سے
گذر کے آئے ہیں، تب جا کے انکے ہاتھوں سے
سنہری دیش کی زلفِ حسیں سنور کے رہی
زمیں پہ ایک مقدس سحر اتر کے رہی

اُگتا سورج

بم برساؤ
آگ لگاؤ
زہریلی گیسیں پھیلاؤ
لاشوں کے انبار لگاؤ
اُگتی دھرتی بنجر کردو
انقلاب کی راہگذر پر
گہرے گہرے گڈھے کردو
اونچے چمکیلے پربت پر،
بارودوں کا بوجھ پٹخ دو
ویتنام کے ہرنا کے پر
وِس پھوٹوں کا جال بچھادو
لیکن پھر بھی
ویتنام کا اُگتا سورج
تم سے چکنا چور نہ ہوگا

نوٹ:۔ ویتنام میں امریکی بربریت کے خلاف صدائے احتجاج کے طور پر ویتنام ایکتا کمیٹی گوالیار کے زیرِ اہتمام ۱۵ر جولائی ۱۹۷۲ء کو ایک کامیاب مشاعرہ منعقد ہوا۔ جسمیں پڑھی گئی نظم۔

www.urduchannel.in

جنگ جاری ہے

ہر زمانہ میں، ہر دور میں
جنگ جاری رہی
نفرت اور پیار کے درمیاں
سچ کے اور جھوٹ کے درمیاں
جنگ میں
ہار کس کی ہوئی
جیت کس کی ہوئی
یہ الگ بات ہے
ہاں، مگر یہ ہے سچ
جھوٹ پھر جھوٹ ہے
ظلم اور جبر کا دوسرا نام ہی جھوٹ ہے
زہر سے نفرتوں کے بھرا جام ہی جھوٹ ہے
ہاں، مگر یہ ہے سچ
سچ میں ہی پیار ہے
عدل و انصاف ہے

دوستی، بھائی چارے کا احساس ہے
پیار اور سچ ہمیشہ ہوا سرخ رو
کل بھی تھا سرخ رو، آج بھی سرخ رو
کل بھی تھا زندہ سچ، آج بھی ہے امر
رام ہوں یا حُسین
آج بھی زندہ ہیں
آج بھی ہیں امر

ہاں، مگر یہ ہے سچ
آج بھی جنگ جاری ہے یہ
گاؤں میں شہر میں
ہر علاقے میں، ہر ملک میں
سچ کے اور جھوٹ کے درمیاں
بھوک اور لوٹ کے درمیاں
جنگ جاری ہے.....

www.urduchannel.in

بچوں کی نظم

'اتحاد کی طاقت'

ایکتا میں طاقت ہے — ایکتا محبت ہے
اتحاد و یکجہتی — وقت کی ضرورت ہے
اتحاد کی طاقت — فرق سب مٹاتی ہے
نفرتوں کی دیواریں — راہ سے ہٹاتی ہے
چیتنا کی چنگاری — نور کی کرن بنکر
تیرگی مٹاتی ہے — روشنی اُگاتی ہے
انقلاب کا سورج — جگمگانے لگتے ہیں
زندگی کے متوالے — گنگنانے لگتے ہیں
امن کے ترانوں کو — مل کے گانے لگتے ہیں

اترے اترے سے چہرے
مسکرانے لگتے ہیں

نثری نظمیں

www.urduchannel.in

اِسلئے

تم مجھے
خودساختہ
قانونوں کے قید خانوں میں
اسلئے
قید کرتے چلے جارہے ہو
تاکہ
تم اور آزاد ہوسکو

مگر

معاف کرنا ہمسفر
ہمیں اِس لئے
"دیر ہورہی ہے"
کہ ہم راہ چل تو سکتے ہیں
مگر
ہم سے منزلیں
اور اُنکے خواب
چھن گئے ہیں

www.urduchannel.in

اوتار

قحط، فاقہ کشی، موت
کیسے کیسے اوتار
بھیجے ہیں دیوتاؤں نے
اس دیش میں

ہم پھر بھی
اُنکی خوشنودی کے لئے
کیا کچھ نہیں کرتے

وہ ہمیں
شاید سدا سے
ناسمجھ
بے عقل سمجھتے ہیں

وہ کچھ نہیں جانتے

روک دو ان ہاتھوں کو
ایسا کرنے سے
جو بے سبب قتل و غارتگری پر آمادہ ہیں
کیا وہ نہیں جانتے ہیں
کہ اُن کے ہاتھ
جن بے گناہوں کے خون سے رنگے ہیں
وہی خون
ملک کی امانت تھا
نہیں
وہ کچھ نہیں جانتے
کبھی مذہب، کبھی بھاشا
کبھی تہذیب، کبھی علاقے کے نام پر
خون کی ہولی کھیلنے
اور سب کچھ کر گزرنے کے لئے
آزاد کر دیا جاتا اُنہیں
اور بس
پھر سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے

www.urduchannel.in

سکوت کا طلسم

دوستو!
تمہاری بے زبانی کو
زبان دینا
ہر ایک کے بس کی بات نہیں
زندگی کی حقیقتوں کو
دلکشی اور رعنائیوں کو
سختیوں اور کٹھنائیوں کو
احساس کی بھٹی میں تپا کر
الفاظ میں ڈھالنا
بڑا مشکل مرحلہ ہے
لیکن،
ظلم، جبر، ناانصافی کے سمندر کو پار کرنا
دشوار ضرور ہے
ناممکن نہیں
تمہاری بے زبانی کو
صدیوں کی خاموش کہانی کو

زبان دینے کی میری کوشش
جاری رہے گی، اس وقت تک
جب تک تمہاری آواز
میری آواز میں شامل ہو کر
بے حسی کے سکوت کا طلسم
توڑنے میں
کامیاب نہ ہو جائے
جبر کا آہنی شکنجہ، پھر
لفظ کی حرارت سے
اور عمل کی جُرات سے
ایسا پگھلے کہ آب آب ہو جائے

www.urduchannel.in

سورج کہاں ہے

اندھیرا بہت بڑھ گیا ہے
جدھر دیکھو،
ہر سمت چھایا ہے گہرا اندھیرا

اندھیرے میں محصور کب تک رہیں گے؟
اندھیرا تو دم گھونٹ دے گا ہمارا
کوئی چاند نکلا، نہ چمکا ستارا

اندھیرے کی سازش ہے، یہ کچھ نہیں ہے
کیا قید سورج کو جس نے کہیں ہے
چلو چل کے سورج کو ڈھونڈیں کہاں ہے؟

نقابیں نوچ لو

نوچ لو،
تہذیب اور شرافت کی نقابیں
اُن چہروں سے
جو ظلم، نفرت اور نزاع کے
بیج بو کر
حیوانیت کی فصلیں اُگا رہے ہیں
اور مٹا رہے ہیں
آپسی اعتماد اور یقین کو
امن، سکوں اور محبت کی
سرزمین کو

www.urduchannel.in

احساس کی چوٹ

کبھی کبھی،
احساس کی گہری چوٹ
الفاظ کا جامہ پہن کر
اتر آتی ہے
قلم کی نوک سے
کاغذ پر
اور سمیٹنے کی کوشش کرتی ہے
چاروں طرف بکھری ہوئی
کڑوی سچائیوں کو
اور تبھی تخلیق ہو جاتا ہے
ایک شاہکار

ہائیکو

www.urduchannel.in

کتنی ہے سندر
جو دیکھے وہ کہتا ہے
کوئی نہیں ہمسر

ایسا لگتا ہے
تیرے بن میرا جیون
سونا لگتا ہے

کچھ تو ہے رشتہ
میری پیاسی آنکھوں سے
تیرے تن من کا

دلکش سی آواز
اپنی جانب کھینچے ہے
جیسے کوئی ساز

www.urduchannel.in

چہرہ ہے نایاب
رنگ و بو کا ہے سنگم
جیسے کھلا گلاب

سن لے میرے یار
صبر کرے تو ہو جائے
دکھ کا دریا پار

ساون آیا ہے
رم جھم گیتوں کا موسم
من کو بھایا ہے

بادل آتے ہیں
بن برسے ہی کھیتوں سے
واپس جاتے ہیں

www.urduchannel.in

پھینکو یہ شمشیر
لڑنے سے کیا حاصل ہے
سوچو کچھ تدبیر

دل میں ہے یہ آس
بدلے گی ایک دن دنیا
میرا ہے وشواس

سب سے اچھا کام
جھوٹ کا پلہ چھوڑ کے چل
سچ کا دامن تھام

انساں کی شامت
بجھنا امیدوں کی شمع
ہے غم کی صورت

www.urduchannel.in

دیکھ میرے رحمان
ذلت میں مخلوق تری
خواری میں انسان

مانو میری بات
دور کرو دل سے جھگڑے
چل دو میرے سات

کر کچھ ایسے کام
جن سے ہو جائے جگ میں
روشن تیرا نام

آگے کو دیکھو
منزل اک دن ملنی ہے
چلنا مت چھوڑو

www.urduchannel.in

خوب ستاتا ہے
لیکن نٹ کھٹ سا بچّہ
دل کو بھاتا ہے

پھولوں کی وادی
مہکی مہکی سی کچھ ہے
ہر دل کی آبادی